قسط ۲

مغربی فنِ تعمیر پر اسلامی فنِ تعمیر کے اثرات

از
(مارٹن ایس برگس)

مترجمہ: جناب سید مبارز الدین صاحب رفعت ایم۔ اے

ایم صلاح الدین نے انھیں کارخانوں کے دود کشوں سے تشبیہ دے کر ان کے ساتھ کچھ زیادہ انصاف نہیں کیا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ مینار قاہرہ کے میناروں کے حسن اور ان کی نزاکت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایران نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس عجیب و غریب قلمی آرائش[1] (Stalactites) کی تزئین کا استقبال کیا جس کا حال ہم نے آگے بیان کیا ہے۔

شامی مصری، مکتب تعمیر کی اہم عمارتیں سب کی سب قاہرہ میں پائی جاتی ہیں یہ جامع مسجدیں ہیں۔ ان میں جامع ازہر (سنہ ۹۷۰ء)، جامع الحاکم (سنہ ۹۹۰ء - ۱۰۱۲ء)، چھوٹی سی جامع الاقمر (سنہ ۱۱۲۵ء) اور مقبرہ الجیوشی کی چھوٹی سی لیکن اہم مسجد (سنہ ۱۰۸۵ء) شامل ہے۔ جامع ازہر اور جامع الاقمر میں چھتّے قدیم زمانے کے ستونوں پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور جامع الحاکم کے چھتّے اینٹ کے پایوں پر بنائے گئے ہیں۔ جامع الحاکم میں پتھر استعمال کیا گیا ہے اور قاہرہ کی اسلامی عمارتوں میں پتھر کے استعمال کی

---

[1] پہاڑی سلسلوں کے اندر کہیں کہیں قدرتی غاروں میں کاربونیٹ آف لائم کا تہ نشین مادہ عمودی قلموں کی شکل میں غار کی چھت وغیرہ سے لٹکتا رہتا ہے اور پانی کے رستے سے بنتا ہے عمارتوں کے گوشوں میں جہاں ایسی ہی شکلیں بنائی جاتی رہیں قلمی آرائش کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

یہ پہلی مثال ہے حالانکہ اس کے قریب ہی مقطم کی پہاڑیوں میں چونے کا نہایت نفیس پتھر دستیاب ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابتک قاہرہ نے عراق (مسوپٹیمیائی) روایتوں ہی کی پوری پوری پیروی کی تھی۔ جامع الجیوشی، مقبرہ کے ساتھ مسجد کی پہلی مثال ہے۔ آگے چل کر اسی طرز کو بہت زیادہ ترقی دی گئی اور اس میں نئی نئی چیزیں بڑھائی گئیں۔ اس مسجد میں مقبرہ اور مسجد کے بانی کی قبر پر ایک گنبد بنایا گیا ہے اور مقبرہ کی جنوبی دیوار میں ایک محراب نکالی گئی ہے اس کا صحن چھوٹا ہے اور مسجد اور مقبرہ کے درمیان ایک چھتے دار عرضی حصہ ہے۔ مسجد سے لگا ہوا ایک مربع مینار ہے جو تین درجوں میں بنایا گیا ہے جیسے گنبد صقلیہ کے کلیساؤں کے اوپر نظر آتے ہیں۔ اسلامی فن تعمیر کی تاریخ میں گنبد کا ارتقاء حد درجہ اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن مغربی تعمیر کاری پر اسلامی تعمیر کاری کی اس خصوصیت نے کچھ زیادہ اثر نہیں ڈالا ہے۔ اس لئے ہم اس مختصر سے جائزے میں اسے نظر انداز کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہی وجوہ کی بنا پر ہم یہاں اس لاجواب خصوصیت پر بحث نہیں کریں گے جو قلمی آرائش کہلاتی ہے۔ مسلمان جہاں کہیں بھی گئے ہیں، قلمی آرائش ان کے ساتھ ہر جگہ پہنچی ہے اور ہندوستان سے لیکر اسپین تک یہ ان کی تعمیر کاری کا امتیازی نشان بن گئی ہے غالباً یہ قلمی آرائش عراق (مسوپیٹمیائی) پیداوار ہے اور مستند طور پر پہلی بار جامع الجیوشی کے مینار پر نمودار ہوئی ہے۔ پھر یہ جامع الاقمر کے پیش رخ پر نظر آتی ہے۔ ... یہ تزئین کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ یہاں ایسی محرابیں بھی ہیں جنہیں گھونگے کے خول سے ... یہ تراشا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی محراب یقیناً نشاۃ ثانیہ کی جانی پہچانی صدف نما محراب کی پیش رو ہے پیش رخ کے سرے پر اس کے اطراف کوفی خط میں ایک تزئینی کتبہ چلا گیا ہے۔ اس ... کی قاہرہ کی مسجدوں میں جو اور تفصیلات ملتی ہیں ان میں آرے کے دانتوں جیسے کھڑ گجے بھی ... یہ چیز بھی غالباً عراق (مسوپیٹمیائی) ہی سے لی گئی ہے۔ اس حد بندی نے بھی وینس کے لوگوں اور دوسرے لوگوں کے ملکوں کے معماروں کو کافی متاثر کیا ہوگا۔

تیرہویں صدی کے بعد سے ہیں تمام علاقوں میں اسلامی فن تعمیر کے آثار بہت ملتے ہیں، ان علاقوں کی فہرست میں ہندوستان اور ترکی کو شامل اور صقلیہ کو اس سے خارج کرنا چاہیئے، اسپین میں اہم محلات ہیں جو الحمرا اور القصر کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ قصر اپنے چپے چپے کی نازک تزئین کے لحاظ سے بہت اہم ہیں اسپین میں بعد کے اسلامی دور میں جو عمارتیں بنی ہیں وہ درجہ اول کی نہیں ہیں قاہرہ میں ۱۵۱۷ء تک نفیس ترین مسجدوں اور مقبروں کا ایک سلسلہ ملتا ہے۔ ۱۵۱۷ء میں ترکوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد سے جو چند مسجدیں بنیں ان کے لئے عثمانی ترکوں کی طرز اختیار کر لی گئی۔ اناطولیہ کے علاقے میں قونیہ اور بروسہ کے مقاموں پر تقریباً ۱۲۰۰ء سے لیکر ۱۴۵۳ء تک نہایت دلچسپ مثالوں کا ایک سلسلہ ملتا ہے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ ترکی کا دارالحکومت بن گیا۔ اس تاریخ کے بعد سے عثمانی تعمیر کار قاہرہ اور دمشق جیسے دور دست علاقوں میں تک عمارتیں بناتے وقت بازنطینی عمارتوں سے بہت سی چیزیں نہایت آزادی کے ساتھ مستعار لینے لگے۔ ایران ترکستان اور ہندوستان میں بعد کے دوروں کی اسلامی عمارتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ موجود ہے اور ہندوستان میں حالیہ زمانوں تک بھی ان ہی تعمیری روایتوں کو اپنے پیش نظر رکھا گیا ہے، اسلامی تعمیر کاری کے بعد کے پانچ اہم مکاتیب میں واضح مقامی خصوصیات ایک دوسرے میں امتیاز پیدا کرتے ہیں۔ یہ پانچ مکاتیب حسب ذیل ہیں: شامی مصری مکتب، اندلس کا اسلامی مکتب، ایرانی مکتب، عثمانی ترکوں کا مکتب اور ہندوستانی مکتب۔ ان مکتبوں کے یہ باہمی اختلافات ایک حد تک قابل حصول تعمیری مسالے کا نتیجہ ہیں۔ لیکن بڑی حد تک ان اختلافات کی بنیاد تعمیری روایتوں پر رکھی ہے۔

قرون وسطیٰ، میں مسجد کے نقشے کے ارتقار میں بڑا تنوع نظر آتا ہے بعض ملکوں میں اب بھی جامع مسجدیں بنتی رہیں۔ مقبرہ کے ساتھ مسجد بنانے کا شوق بہت مقبول ہوا۔ اس فہرست

میں مدرسہ یعنی صلیب نما مدرسہ اور مسجد بھی آجاتی ہے جس کا نقشہ بارہویں صدی میں ایجاد ہوا۔ گنبد اسلامی تعمیر کاری کا ایک محبوب نشان بن گیا۔ قاہرہ میں اس کی شکل اونچی سی ہوتی تھی ایران اور ترکستان میں چھوٹے ہوئے یا بیضوی گنبد زیادہ پسند کیے جاتے تھے اور ادھر قسطنطنیہ کے مسجدوں میں دبے ہوئے بازنطینی گنبد بنائے جاتے تھے۔ مصر کے سنگی گنبدوں کو باہر کی طرف پندرہویں صدی میں لیس نما نمونوں سے بچایا جاتا تھا۔ ایران میں گنبد تابناک کاشی کاری سے مزین کیے جاتے تھے۔ ان گنبدوں کو قلمی آرائش میں بنے ہوئے گنبد کے کروی حصے سہارتے تھے۔ بے شبہ قلمی آرائش ہر جگہ استعمال ہوتی تھی۔ اکثر تو یہ آرائش ضرورت سے زیادہ ہوتی تھی۔ کبھی تو یہ قلمی آرائش چھت سے اسی طرح آویزاں کی جاتی تھی جس طرح کہ ہماری پنکھا نما انگریزی لاؤ چھتوں میں آویزے ہوتے ہیں۔ ایک طرف اگر اسلامی گنبدوں نے مغرب کے نشاۃ ثانیہ کے گنبدوں کو بہت کم متاثر کیا ہے تو دوسری طرف یہ بہت ممکن نظر آتا ہے کہ دلکش طرز کے اسلامی میناروں نے اور خاص کر چودہویں اور پندرہویں صدی کی قاہرہ کی عمارتوں میں پائے جانے والے میناروں نے نشاۃ ثانیہ میں اطالیہ کے گھنٹہ گھر (Companile) اور ایسے ہی مشہور تعمیر کار کرسٹوفرون (C. Wren) کے بنائے ہوئے شہر کے بعض نفیس نکیلے میناروں کو متاثر کیا ہوگا۔ بے شبہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد تک اسلامی تعمیر کاروں نے گنبد اور مینار کو ایک دوسرے کے مقابل بنانے کے امکانات محسوس کر لیے تھے، بالکل ایسے ہی جیسے کرسٹوفران نے آگے چل کر سینٹ پال کے کلیسا میں گنبد اور میناروں کو نہایت موثر انداز میں ایک دوسرے کے مقابل استعمال کیا۔ ایران کے قد کے بے ڈول سے استوانہ میناروں اور عثمانی ترکوں کے محبوب پنسل نما طرز کے میناروں کو اپنے وطنوں کے باہر کبھی حسن قبول حاصل نہیں ہوا۔

جیسے جیسے اسلامی تعمیر کاری آگے بڑھتی گئی مدوّر گھوڑ نعلی کمانوں اور نکیلی گھوڑ نعلی کمانوں کا

حسن قبول برقرار رہا۔ نیم مدور یا معمولی نکیلی یا دو مرکزوں والی کمان جس کی سطح جست کا خم اُ سیدھے خطوط میں تبدیل ہو جاتا ہے، زیادہ تر اپنے وطن میں اور باہر کہیں کہیں استعمال ہوتی رہی۔ یہ کمان کسی قدر ہماری ٹیوڈر (Tudor) کمان سے ملتی جلتی ہے۔ کثیر رگی یا کثیر نعلی کمانیں عام ہو گئیں اور خشتی ڈاٹ کے جھتوں اور خشتی ڈاٹوں کی شکل میں سطح کی تزئین کے لیے استعمال کی جانے لگیں۔ گھر گم میں کئی شاخیں نکالی جانے لگیں یا انھیں دندانہ نما بنایا جانے لگا۔ گھڑکیوں کے موکھوں میں پتھر کا کٹاؤ کام کیا جاتا رہا یا ان میں جالیاں لگائی جاتی رہیں یہ کام یا تو پتھر میں ہوتا یا سنگستر میں۔ ان میں بھدے رنگ کے شیشے لگائے جاتے تھے اور غالباً اس سے پہلے لگائے جاتے تھے جبکہ مغربی ملکوں میں رنگین شیشوں کا رواج ہوا سطح کی زیبائش کے لئے تزئینی کتبے لگائے جاتے تھے جو یا تو سنگستر میں ڈھالے جاتے تھے یا لکڑی کے اندر کندہ ہوتے تھے اور انکے بیچ بیچ میں ہندسی شکلیں دی جاتی تھیں کیونکہ اسلامی دینیات کی رو سے جانداروں کی شکلیں بنانے کی اجازت نہ تھی۔ کندہ کاری میں نمایاں ابھرواں کام مصر کی اسلامی عمارتوں میں کہیں کہیں دکھائی دیتا ہے حالانکہ ہندوستان میں ایسا کام بہت دکھائی دیتا ہے، نہایت نازک ہندسی سطحی نمونوں کے آزادانہ استعمال سے اس کو مؤثر بنایا جاتا ہے۔ یہ ہندسی نمونے پتھر سنگستر میں کندہ ہونے کی بہ نسبت گودے ہوئے سے ہوتے ہیں۔ اور آگے مشرق میں خاص کر ایران اور ترکستان میں جہاں اینٹ عام تعمیری مسالہ ہے، روغنی ٹائیلوں سے بہت زیادہ کام لیا گیا ہے۔ ایک عرصے تک ان ٹائیلوں کے لئے ہندسی اور بے جان چیزوں کی شکلوں کے نمونے ہی زیادہ پسند کئے جاتے رہے پھر زیادہ فطری انداز اختیار کیا گیا اور گل بوٹوں کے بنانے کا رواج ہوا۔ انگریزی زبان میں (Arabesques) (گل بوٹے) کی اصطلاح جو انگلستان میں کم ابھرواں کام کے لئے ملکہ الزبتھ کے زمانے سے ابتک استعمال ہوتی چلی آرہی ہے، اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اس بارے میں ہم کسی نہ کسی طرح قرون وسطیٰ کے عربوں کے ضرور احسان

ملتی ہیں۔ تزئین کی ایک اور صورت جو قاہرہ میں عام ہے لیکن اور دوسرے مقاموں پر اتنی عام نہیں، ہلکے اور گہرے رنگ کے پتھروں کا چنائی کے افقی دوروں میں یکے بعد دیگرے استعمال کرنا ہے اس رواج کی اصل روما یا بازنطینہ سے منسوب کی جاسکتی ہے جہاں پتھر کی دیواروں میں خشتی جھالر تما چنائی کے دور وقفے وقفے سے استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ بات ابھی مشتبہ ہی ہے اسی طرح پیسا (Pisa) جینوا، سینا (Siena) فلارنس اور اطالیہ کے دوسرے شہروں میں سنگ مرمر کی عمارتوں کے دھاری دار روکار غالباً قاہرہ ہی سے لئے گئے ہیں، کیونکہ قرون وسطیٰ کے دوران میں قاہرہ سے ان شہروں کے گہرے تجارتی تعلقات قائم تھے ایسے ہی اور گنے (Auvergne) کے قصرے پیو (Le Puy) اور ہمارے وطن کے شہر نارتھ ہامپٹن (Northampton) کے سینٹ پیٹر کلیسا میں مختلف رنگوں کے پتھروں کی تعمیر کاری نظر آتی ہے۔ (جاری)

لہ ان تمام بحثوں کے لئے میری کتاب مصر اور فلسطین میں اسلامی فن تعمیر کا دسواں باب اسلامی تزئین کاری کی ماہیت ملاحظہ ہو۔

جامعہ عربیہ اعزاز العلوم کے سالانہ اجلاس کا انعقاد

جامعہ عربیہ اعزاز العلوم قصبہ ویٹ ضلع غازی آباد (یوپی) ۱۸ مئی ۹۸ء کو سالانہ جلسے کا انعقاد کیا گیا تمام ملک کے محدثین اور عالم دین نے شرکت فرمائی خاص طور پر حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے داماد مولانا عبدالعلیم فاروقی ندوی نے اپنی بصیرت افروز دو گھنٹے کی تقریر میں مخاطب کیا مفتی قاری شوکت علی صاحب مہتمم جامعہ عربیہ اعزاز العلوم نے اعلیٰ نظم کر کے اس کو باغ و بہار بنا دیا خوشی کی بات ہے کہ قبلہ والد حضرت مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ کی جگہ مجھے ہر پروگرام میں شرکت کے لیے دعوت دیتے ہیں مجھے مدرسہ کی ترقیات دیکھ کر خوشی ہوتی ہے قاری شوکت علی صاحب قابل مبارکباد ہیں۔

وحدتِ ادیان

قسط نمبر ۲

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کراچی یونیورسٹی، پاکستان

وحدت ادیان کی دعوت ایک مکروہ چال ہے:

ان مذکورہ بالا اعتقادی اصولوں اور شرعی حقائق کے پیش نظر "وحدت ادیان" کی دعوت اور ان ادیان میں قرب پیدا کرنے اور پھر انہیں ایک دین بنانے کی دعوت دراصل ایک فعل خبیث ہے اور دشمنان اسلام کی ایک مکروہ چال ہے اس دعوت و فکر کا مقصد حق و باطل کے امتیاز کو ختم کر کے انہیں خلط ملط کرنا ہے اور اس طرح اسلام جو ایک سچا مذہب اور بعثت مصطفیٰ (علیہ السّلام) کے بعد سے واحد سچا مذہب اور واحد قابل اتباع و واجب تعظیم مذہب قرار پایا ہے اس کو نقصان پہنچانے کی یہ ایک گہری سازش ہے۔ یہ ایک طرح کی کفر کی مہم ہی نہیں بلکہ اندر ہی اندر اسلام کے خلاف (گوریلا) جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس چال سے مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ولایزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا۔ (۱۴)

(اور وہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے لوٹا دیں گے اگر اس کی استطاعت پائیں) لڑائی کے معنی لازمی طور پر یہی نہیں کہ دوبدو لڑا جائے اور اسلحہ کا استعمال ہو بلکہ جنگ کے اور بھی بہت سے انداز ہیں دوست بن کر اور دوستی کی دعوت دیکر دھوکہ دینا اور دوستی کے لبادے میں دشمنی کرنا اور

(۱۴) سورہ البقرہ ۲۱۷